

اسلامی بینکاری

{ حضرات مجوزین کی تحریرات کے آئینہ میں }

تالیف

مفتی احمد ممتاز

تلمیذ رشید

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی

خلیفہ مجاز

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ مجاہد اختر صاحب

ناشر

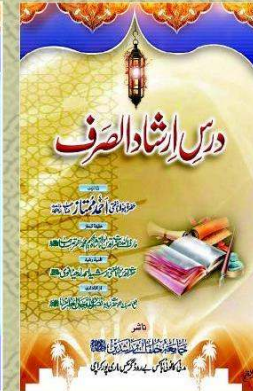
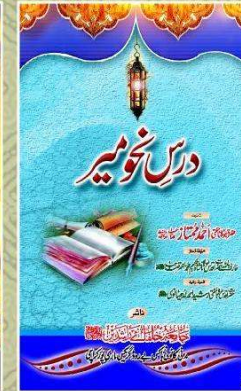
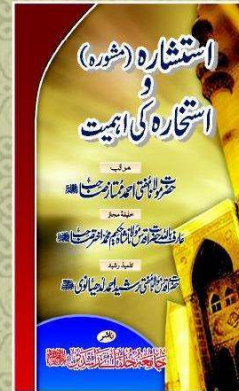
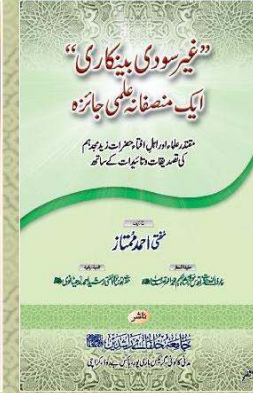
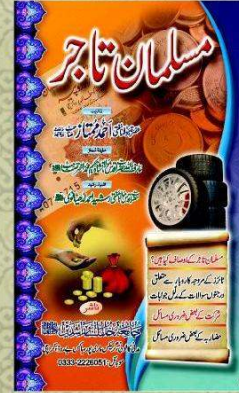
جامعہ خلفائے راشدین

مدنی کالونی، گرینکس ماری پور، ہاکس بے روڈ، کراچی

موبائل: 0333-2226051

القلم

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہ کی چند کتابیں



ناشر

جامعہ خلفائے راشدین

مدنی کالونی، ہاکس بے روڈ گرینکس ماری پور کراچی

رابطہ: 0333-2117851

Quick Response : 0333-2242127

﴿ایک نظر میں﴾

زیر نظر رسالہ میں جن مسائل میں حضرات مجوزین کی تحریرات حضرات مانعین کے موافق ہیں، وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) یومیہ پیداوار کی بنیاد پر تقسیم منافع۔

(۲) رب المال کا ہر صورت میں اپنا حصہ مضارب یعنی بینک

کو فروخت کرنا۔

(۳) مضارب اور شریک کو متعین اجرت اور تنخواہ دینا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قارئین کرام! دارالعلوم کورنگی کراچی سے ”کیپ ایبل ایشیا کمپنی“ کے لئے ایک مضاربت نامہ جاری کیا گیا ہے، اس مضاربت نامہ اور فتاویٰ عثمانی کی جلد ثالث، امداد الفتاویٰ جلد ثالث اور مولانا مفتی عمران اشرف کی کتاب ”شرکت و مضاربت عصر حاضر میں“ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نے بینک کے درج ذیل تین اہم مسئلوں سے رجوع فرمایا ہے۔

(۱) یومیہ پیداوار کی بنیاد پر تقسیم منافع۔

(۲) رب المال کا ہر صورت میں اپنا حصہ مضارب یعنی بینک کو فروخت کرنا۔

(۳) مضارب اور شریک کو متعین اجرت اور تنخواہ دینا۔

چونکہ ان تینوں مسائل میں دوسرے بے شمار علماء کرام پہلے سے وہی فرماتے ہیں جس کی طرف اب حضرت زید مجدہم نے رجوع فرمایا ہے اور یہ حضرت زید مجدہم کی حق پرستی اور تدین کی دلیل ہے۔ البتہ اس رجوع کے بعد صرف میری نہیں بلکہ ہر مسلمان کی حضرت زید مجدہم سے پُر زور گزارش ہے کہ بینکوں کے اصول و قواعد میں بھی تزامم کرا کے ان مسائل کے مطابق اصلاح کروا لیجیے، اور بینکوں کو درج ذیل باتوں کا پابند بنا لیجیے۔

(۱) ہردن، ہر وقت مضاربہ و مشارکہ اکاؤنٹ میں نئے اکاؤنٹ کی رقم جمع نہ کریں بلکہ اتنی مدت کے بعد رقم لیا کریں کہ جس سے شرکتِ عنان کی شرطیں کم از کم امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق درست ہو سکیں اور قدیم شرکاء کا سرمایہ جو عروض اور سامان کی شکل میں ہے، بوقت عقد ان عروض کی قیمت لگا کر ان کے رأس المال کا تعین ہو سکے، جو صحت عقد شرکت کی شرط ہے۔

(۲) کلانٹ جب اپنا حصہ فروخت کر کے اکاؤنٹ ختم کرنا چاہے تو اس کو آزادی حاصل ہوگی، یعنی چاہے تو باہمی رضامندی سے اپنا حصہ مضارب (بینک) کو فروخت کرے

یا چاہے کسی شریک کو فروخت کرے یا اپنی مرضی سے کسی ثالث کو فروخت کرے۔

(۳) وہ بینک ڈائریکٹر جس کا مال بھی اپنے بینک میں جمع ہے اور دوسرے وہ بینک ملازمین جن کا مال بھی شرکت و مضاربت کے حوض میں جمع ہے، ان کی کوئی متعین تنخواہ نہ ہو، بلکہ امداد الاحکام میں تحریر شدہ تجویز یعنی ”نفع میں تناسب زیادہ رکھنے“ پر عمل کرایا جائے۔ نیز یہ بھی عبارات فقہیہ میں صراحۃً لکھا ہے کہ اگر سارے شرکاء کام نہیں کرتے، بلکہ کام بعض کے ذمہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں کام نہ کرنے والے شریک کی رقم دوسرے کام کرنے والے کے پاس مضاربۃً ہے، اور یہ عقد اصل میں مضاربت ہے اور تبعاً شرکت ہے، اور مضارب کے لئے طے شدہ شرح سے نفع اور متعین اجرت اور تنخواہ دونوں کو خود حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نے بھی ”فتاویٰ عثمانی جلد ثالث“ میں ناجائز تحریر فرمایا ہے۔

اگر کوئی مروجہ اسلامی بینک حضرت زید مجدہم کی اس پابندی (جو عین شریعت کے مطابق ہے) کو تسلیم نہ کرے اور اس کے مطابق عمل سے انکار کرے، تو حضرت زید مجدہم ان سے لا تعلقی کا اعلان فرمادیں، تاکہ ان کو حضرت زید مجدہم کا نام استعمال کر کے ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقع میسر نہ ہو۔

مسئلہ نمبر ۱: یومیہ پیداوار کی بنیاد پر تقسیم منافع

دارالعلوم سے شائع کردہ مضاربت نامہ کی عبارت

(۱۰) فریق اول مذکور اور دیگر باب الاموال جنہوں نے فریق ثانی کو اپنا سرمایہ مضاربت کی بنیاد پر دیا/ دیں گے، ان کے درمیان عقد شرکت (بصورت شرکتِ عنان) کا معاملہ وجود میں آگیا/ آجائے گا۔ لہذا ان شرکاء کے درمیان شرکتِ عنان والے احکام کی پابندی کی جائے گی، لہذا مضارب پر لازم نہیں کہ وہ تمام شرکاء کے درمیان نفع کا تناسب ایک ہی

رکھے بلکہ وہ مختلف شرکاء کا مختلف تناسب مقرر کر سکتا ہے۔“

مندرجہ بالا عبارت میں مختلف ارباب الاموال (جنہوں نے ایک مضارب کو مال دیا ہے) کی شرکت کو شرکتِ عنان کہا گیا ہے۔ خود حضرت زید مجدہم نے بھی اپنی کتاب ”غیر سودی بینکاری“ میں بینک کو مضارب اور ارباب الاموال کو آپس میں شرکاء فرمایا ہے۔

فارم کے اس نمبر ۱۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ بینک مضارب کے ارباب الاموال کی آپس میں شرکتِ عنان ہے اور شرکتِ عنان میں اگر ایک جانب سے عروض ہوں اور دوسری جانب نقد روپیہ، تو حنفیہ کے نزدیک یہ شرکت جائز نہیں، البتہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق جائز ہے، لیکن اس جواز کے لئے شرط یہ ہے کہ ہر نئے آنے والے کلائنٹ (جو شرکتِ عنان کے لئے آیا ہے) سے عقد کے وقت قدیم شرکاء کے سرمائے (جو اس وقت بصورت عروض اور سامان ہے) کی بازاری قیمت لگا کر اس قیمت کے مطابق ان کا راس المال متعین کیا جائے گا جو کہ نقصان کی صورت میں جمع کردہ سرمائے سے کم اور نفع کی صورت میں زیادہ ہوگا۔

اس شرط کی تصریح فتاویٰ عثمانی، امداد الفتاویٰ اور صاحبزادہ مولانا مفتی عمران اشرف زید مجدہم کی کتاب ”شرکت و مضاربت عصر حاضر میں“ میں موجود ہے۔

فتاویٰ عثمانی میں عنوان ”نقد کی بجائے مضاربت بالعروض کا حکم“ کے تحت ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے:

”جواب: حنفیہ اور جمہور کے نزدیک مضاربت بالعروض درست نہیں، الا

یہ کہ انہیں بیچ کر نقد بنا لیا جائے، البتہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت میں جائز ہے، اور وقتِ عقد کی قیمت کو راس مال المضاربہ قرار دیا جائے

گا (الانصاف للرداوی ۴۰۹/۵)

حاجت کے وقت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرکت بالعروض میں

مالکیہ کا قول اختیار کرنے کی گنجائش دی ہے (امداد الفتاویٰ ۳/۴۹۵) یہ

گنجائش یہاں بھی ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ عثمانی ۳/۳۸، ۳۹)

اس فتویٰ میں خود حضرت زید مجدہم نے مضاربہ بالعروض میں بوقت عقد قیمت کو راس المال قرار دینے کی تصریح فرمائی ہے، اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے شرکت بالعروض کے جواز کو مقیس علیہ بنایا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زید مجدہم کے نزدیک شرکت بالعروض ہو یا مضاربت بالعروض دونوں میں بوقت عقد عروض کی قیمت لگانا اور پھر اس قیمت کو راس المال بنانا شرط اور ضروری ہے۔ جبکہ بینکوں کے موجودہ طریق کار میں ہر نئے آنے والے کلائنٹ کے لئے قدیم شرکاء کے عروض کی قیمت نہیں لگائی جاتی۔

امداد الفتاویٰ کی عبارت

کمپنی کے حصص کی خریداری اور اس میں شرکت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

(الجبور لب و اللہ الموفی، للحم و للصواب)

۱۔ بظاہر اس عقد کی حقیقت شرکتِ عنان ہے، کیونکہ جو لوگ کمپنی قائم

کرتے ہیں، وہ دوسروں کو شریک کرنے کے وقت خود کو بھی کمپنی کا ایک

حصہ دار قرار دیتے ہیں اور اپنی عمارات مملوکہ متعلقہ کمپنی اور جملہ سامان و

مال تجارت کو نقد کی طرف محمول کر لیتے ہیں مثلاً ان لوگوں نے دس ہزار

روپیہ کمپنی قائم کرنے کے عمارات و سامان وغیرہ میں لگایا تو وہ اپنے کو کمپنی

کے سو/۱۰۰ حصوں کا حصہ دار ظاہر کریں گے، البتہ اس صورت میں کمپنی

قائم کرنے والوں کی طرف سے شرکت بالفقہ نہ ہوگی بلکہ بالعروض ہوگی،

سولہ بعض ائمہ کے نزدیک یہ صورت جائز ہے۔

فيجوز الشركة و المضاربة بالعروض بجعل قيمتها وقت العقد

رأس المال عند أحمد في رواية و هو قول مالك و ابن أبي ليلى

كما ذكره الموفق في المغنى ١٢٥/٥

پس ابتلائے عام کی وجہ سے اس مسئلہ میں دیگر ائمہ کے قول پر فتویٰ دے کر

شرکت مذکورہ کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے (امداد الفتاویٰ ۳/۴۹۴)

اس میں بھی صراحت ذکر ہے کہ اپنی عمارات مملوکہ متعلقہ کمپنی اور جملہ سامان و مال تجارت

کو نقد کی طرف محمول کر لیتے ہیں اور بجعل قيمتها وقت العقد رأس المال جس سے

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نئے کلائنٹ سے عقد کے وقت

قدیم شرکاء کی عروض کی قیمت لگانا اور اس کو رأس المال بنانا شرط اور ضروری ہے۔

حضرت مفتی محمد تقی صاحب زید مجدہم کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد عمران اشرف

زید مجدہم تحریر فرماتے ہیں:

”کیا سرمایہ کا نقد ہونا ضروری ہے؟“

شرکت کے اندر سرمایہ کیسا ہونا چاہیے؟ کیا یہ ضروری ہے کہ جو لوگ شرکت

قائم کریں ان میں سے ہر شخص اپنی سرمایہ کاری کا حصہ نقد فراہم کرے؟ یا

کوئی شریک اپنا حصہ جنس کی صورت میں بھی دے سکتا ہے؟ اس کے

بارے میں فقہاء کرام کی آراء مختلف ہیں۔

(احناف کا مذہب)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جنس (سامان) کی شکل میں سرمایہ لگا

کر شرکت العقد وجود میں لانا جائز نہیں، خواہ وہ سامان مثلی اشیاء میں سے

ہو یا قیمتی اشیاء میں سے ہو۔

(مالکیہ کا مذہب)

اس کے برعکس مالکیہ کے نزدیک جنس کی شکل میں سرمایہ فراہم کر کے

شرکت مطلقاً جائز ہے، خواہ وہ سامان مثلیات میں سے ہو خواہ قیمیات میں

سے ہو، نیز یہ بھی جائز ہے کہ دونوں شریک اپنا سرمایہ جنس کی صورت میں

فراہم کریں اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک شریک نقد روپے لائے اور دوسرے

کا سرمایہ جنس کی شکل میں ہو۔

مالکیہ کہتے ہیں جب کوئی شریک سامان کی صورت میں سرمایہ فراہم کرے تو

اس کے حصے کا تعین اس سامان کی بازاری قیمت کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

(شرکت و مضاربت عصر حاضر میں ۲۴۸)

الحاصل: ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول

کے مطابق بھی یہ شرکت اس وقت صحیح اور جائز ہوگی جبکہ ہر نئے آنے

والے کلائنٹ کے لئے بوقت شرکت قدیم شرکاء کے سامان کی بازاری

قیمت لگائی جائے، نیز قدیم کلائنٹ اگر اپنے اکاؤنٹ میں مزید رقم جمع کر

کے اکاؤنٹ بڑھانا چاہے گا تو اس وقت بھی دوسرے شرکاء کے سامان کی

بازاری قیمت لگانا صحت اور جواز کے لئے ضروری ہے۔

مسئلہ نمبر ۲: ”رب المال کا ہر صورت میں اپنا حصہ بینک کو فروخت کرنا“

دارالعلوم سے شائع کردہ مضاربت نامہ کی عبارت

”۱۱۔ اس عقد کی شق نمبر ۲ اور ۳ میں ذکر کردہ تفصیل کے تحت یہ عقد

مضاربت ختم ہونے کی صورت میں فریق اول کے اثاثوں کا تصفیہ درج

ذیل طریقوں سے ہو سکے گا۔

(الف) فریق اول اپنے متناسب اثاثے باہمی رضامندی سے فریق ثانی کو بیچ دے۔

(ب) فریق اول اپنے متناسب اثاثے باہمی رضامندی سے دوسرے شرکاء (فریق اول کے دیگر ارباب الاموال) میں سے کسی کو بیچ دے۔

(ج) فریق اول اپنے متناسب اثاثے باہمی رضامندی سے کسی تیسرے فریق کو بیچ دے، اس صورت میں وہ شخص فریق اول کی جگہ رب المال کی حیثیت میں آجائے گا۔

اور اس کے ساتھ معاملہ کی وہی شرائط و تفصیلات ہونگی جو اس وقت فریق اول مذکور کے ساتھ ہیں۔“

قارئین کرام! ہم پہلے سے یہی بات عرض کرتے رہے ہیں کہ رب المال کو یہ تینوں اختیار شرعاً حاصل ہیں۔ الحمد للہ! اب حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم ہی کے ادارے نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے کہ رب المال (کلائنٹ) کو یہ تینوں اختیار حاصل ہیں۔ اب حضرت زید مجدہم سے گزارش ہے کہ یہ مسئلہ بینکوں میں جاری کروالیں۔

مسئلہ نمبر ۳: ”مضارب اور شریک کو متعین اجرت اور تنخواہ دینا“

مضارب اور شریک کی متعین اجرت اور تنخواہ کا مفسدہ شرکت و مضاربہ ہونا بھی ہمارے اور حضرت زید مجدہم میں اتفاقی بات ہے، نیز امداد الاحکام میں بھی اس کو صراحتاً ناجائز لکھا ہے۔

لکھتے ہیں:

”الجواب: شریک کا اجیر ہونا درست نہیں، بلکہ صورتِ جواز یہ ہے کہ جو شریک منیجر ہو اس کا حصہ منافع میں زیادہ کر دیا جائے، مثلاً جو شریک منیجر نہیں ان کا حصہ روپیہ میں دو آنہ ہے تو منیجر کا حصہ روپیہ میں چار آنہ کر دیا جائے۔

لیکن یہ جائز نہیں کہ اس کے تنخواہ مقرر کی جائے۔ حررہ الاحقر ظفر احمد غنی عنہ
از تھانہ بھون ۲۰/محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح

اشرف علی غنی عنہ، ۲۲/محرم ۱۴۲۷ھ (امداد الاحکام ۳/۳۲۴)

ایسے ہی حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ ایک سوال کے جواب میں شریک کے لئے متعین تنخواہ کو ناجائز فرماتے ہیں۔

سوال و جواب دونوں ملاحظہ فرمائیں :

سوال: چار شخصوں نے مل کر تجارت کی اور باہم یہ بات قرار پائی کہ ایک سال دو شخص مال تجارت لے کر پردیس کو جاویں اور دو شخص اپنے وطن میں مکان پر رہیں اور دوسرے سال دو شخص جو مکان پر رہے تھے وہ مال تجارت لے کر پردیس کو جاویں اور جو پردیس کو مال لے کر گئے تھے وہ وطن میں مکان پر رہیں اب صرف دو ہی شخص مال تجارت لے کر پردیس کو جاتے ہیں اور دو شخص اپنے وطن میں مکان پر رہتے ہیں، اب تحقیق طلب یہ بات ہے کہ جو شخص پردیس کو مال تجارت لے کر جاتے ہیں وہ ان دو شخصوں سے جو مکان پر رہتے ہیں اور مال تجارت لے کر پردیس کو نہیں جاتے منافع زیادہ لینے کے مستحق ہیں کہ نہیں؟ اگر منافع زیادہ نہیں لے سکتے تو اپنا حق لگھت پردیس جائیں بطور تنخواہ کے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر اس سوال میں کوئی اور شق بھی رہ گئی ہو تو اس کا جواب بھی مرحمت فرما دیا جاوے تاکہ تکمیل جواب ہو جاوے اور حضور والا کو مکرر تکلیف نہ دی جاوے۔

الجواب: فی الدر المختار: کتاب الشركة: و شرطها كون

المعقود عليه قابلا للوكالة فلا تصح في المباح كاحتطاب و عدم ما يقطعها كشرط دراهم مسماة من الربح لأحدهما لأنه قد لا يربح غير المسمى و حكمها الشركة في الربح .

فی رد المحتار تحت قوله : (و حكمها الشركة) و اشتراط الربح متفاوتا عندنا صحيح فی ما سبذ کر ۳/ ۵۲۰

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ باہر جاتے ہیں وہ منافع زیادہ لے سکتے ہیں مگر تنخواہ معین کر کے نہیں لے سکتے، اور منافع جو زیادہ لیں گے وہ نسبت سے ہونا چاہیے مثلاً دو ملٹ یہ لیں گے اور ایک ملٹ دوسرے شرکاء جو باہر نہ جاویں گے مثلاً، اور یہ جائز نہیں کہ بیس، بیس روپے ماہوار لیا کریں گے۔ ۴/ یقعدہ ۱۳۳۲ھ (امداد الفتاویٰ ۳/ ۵۱۵)

اور خود حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نے بھی فتاویٰ عثمانی میں مضارب کے لئے تنخواہ کو صراحتہً ناجائز لکھا ہے۔ سوال و جواب دونوں ملاحظہ فرمائیں:

..... (۲) ایک شخص کا صرف سرمایہ ہے اور دوسرے کی صرف محنت ہے سرمایہ نہیں، محنت والے شخص کو مثلاً ۳۰ فیصد فائدہ اور ایک فیصد خاص مقدار تنخواہ بھی دی جائے جبکہ یہ محنت والا شخص نقصان میں شریک نہیں از روئے شریعت ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب: (۲) یہ صورت جائز نہیں ہے، آپ یا تو اس کا نفع میں کچھ فیصد حصہ رکھیں، پھر تنخواہ مقرر کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ مضارب ہوگی، یا تنخواہ مقرر کریں اور وہ متعین رقم ہونے کا فیصد نہ ہو، نفع میں بحیثیت شریک حصہ دار کوئی فیصد حصہ مقرر نہ کریں، اس صورت میں یہ اجارہ ہوگا، دونوں چیزوں کو جمع کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم (فتاویٰ عثمانی ۳/ ۳۶)

اسی طرح فتاویٰ شامیہ کی درج ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل نہ کرنے والے شریک کا مال، عمل کرنے والے شرکاء کے پاس بطور مضارب بت ہوتا ہے اور مضارب کے لئے حضرت زید مجدہم کی تصریح کے مطابق متعین تنخواہ اور نفع کی نسبت دونوں کو جمع کرنا جائز نہیں۔ بینک میں بھی بعض شرکاء پر عمل شرط ہے اور بعض کو عمل کی اجازت نہیں ہوتی۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى تحت قوله ”مطلب: فی توقيت الشركة روايتان: وفى النهي: اعلم انهما اذا شرط العمل عليهما ان تساويا مالا وتفاوتا ربحا جاز عند علمائنا الثلاثة خلافا لفرق الربح بينهما على ما شرطوا وان عمل احدهما فقط؛ وان شرطاه على احدهما فان شرط الربح بينهما بقدر رأس مالهما جاز ويكون مال الذي لا عمل له بضاعة عند العامل له ربحه وعليه وصيغته وان شرط الربح للعامل اكثر من رأس ماله جاز أيضا على الشرط ويكون مال الدافع عند العامل مضاربة ولو شرط الربح للدافع اكثر من رأس ماله لا يصح الشرط ويكون مال الدافع عند العامل بضاعة لكل واحد منهما ربح ماله والوصيعة بينهما على قدر رأس مالهما أبدا هذا حاصل ما في العناية اهـ ما في النهي . (الشامية ۶/ ۷۸، ط: رشيدية، كوئٹہ)

یہ بھی واضح رہے کہ جس کمپنی کے لئے یہ مضارب بت نامہ تیار کیا گیا ہے، اس کا نام ”کیپ ایبل ایشیا کمپنی“ ہے، حضرت مولانا اعجاز صدیقی صاحب (رفیق دارالافتاء دارالعلوم کراچی) نے ان کے ساتھ اسلام آباد میں ایک اجلاس میں شرکت فرمائی تھی اور کمپنی کے پرانے مضارب بت فارم کو بعض شقوق کی وجہ سے ناقابل عمل قرار دیتے ہوئے جدید مضارب بت نامہ تیار کرنے کا مشورہ دیا تھا، جس پر کمپنی کے بعض ڈائریکٹر حضرات دارالعلوم آئے تھے اور آصف

جاوید کے نام سے یہ استفتاء منسلک بمضاربت نامہ بھی جمع کرایا تھا۔

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ دارالعلوم کے اہل افتاء کے سامنے اس کمپنی کے کاروبار کے سلسلہ میں بعض ایسی باتیں آئی تھیں جن کی وجہ سے وہ حضرات اس کاروبار سے (جس کے لئے مضاربت نامہ تیار کیا گیا ہے) مطمئن نہ تھے، مثلاً بعض ایسے ڈائریکٹروں کو ۱۵/۱۶ لاکھ روپے تنخواہ دینا جو کمپنی کا کچھ بھی کام نہ کرتے تھے، نیز ابتدائی دس ماہ تک لاکھ پر ماہانہ بارہ بارہ ہزار روپے نفع دینا اور بعد میں آہستہ آہستہ کم کرتے کرتے چار/پانچ ہزار تک دیتے رہنا۔ جبکہ مروجہ اسلامی بینک (جن کا سرمایہ اور کاروبار دونوں اس کمپنی سے وسیع تر ہیں) میں بھی اتنا نہیں ہوتا۔

جب کمپنی نے کاروبار کے سلسلہ میں استفتاء کیا تو دارالعلوم کے اہل افتاء نے کاروبار پر عدم اطمینان کی بنا پر کئی وضاحتوں کو تحریراً پیش کرنے پر جواب کو معلق اور مؤخر کیا۔ قارئین کرام! ایسے موقع پر اصولی طور پر کیا ہونا چاہیے؟..... ایسے مشکوک کاروبار کے لئے مضاربت نامہ دینا (کہ اس کے مطابق مضارب مال حاصل کر سکتا ہے) کیا درست ہے؟..... جبکہ اس کے جواز پر اطمینان بھی نہ ہو!!! رہے عوام تو ان کے سامنے تو یہ تفصیلات نہیں ہوتیں، ان کو تو بس یہ بتایا جاتا ہے کہ دیکھیے! دارالعلوم کراچی سے مضاربت نامہ آیا ہے، ہم اس کے مطابق ہی رقم وصول کرتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتاتے کہ جس کاروبار کے لئے رقم لے رہے ہیں وہ جائز بھی ہے یا نہیں؟ اور دارالعلوم کراچی کے اہل افتاء کو اس پر اطمینان ہے یا نہیں؟

تنبیہ : ان بینکوں میں ایک بنیادی خرابی ”محدود ذمہ داری“ کی بھی ہے، جس کی وجہ سے ان کے تمام بیوع اور منافع ناجائز اور حرام ہو جاتے ہیں، ہم نے اپنی کتاب ”غیر سودی بینکاری (ایک منصفانہ علمی جائزہ)“ میں اس کے عدم جواز کی تفصیل لکھ دی ہے، افادہ عام کے لئے وہ تحریر بعینہ یہاں بھی نقل کی جا رہی ہے۔

مسئلہ نمبر ۴ : ﴿محدود ذمہ داری﴾

اس عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

”اگر عقد میں کوئی شرط کسی تیسرے اجنبی شخص کے ذمہ لگائی جائے تو عقد فاسد نہیں ہوتا بلکہ شرط خود فاسد ہو جاتی ہے۔ علامہ شامی (رحمہ اللہ تعالیٰ) لکھتے ہیں:

الممراد بالنفع ما شرط من أحد العاقدین علی الآخر فلو علی أجنبي لا یفسد و یفسد الشرط لما فی الفتح و الولو الجبۃ: بعثک الدار بألف علی أن یقرضنی فلان الأجنبي عشرة دارهم فقبل المشتري لا یفسد البیع لأنه لا یلزم الأجنبي و لا خيار للبائع اھـ ملخصاً (رد المحتار ۵/۸۵، باب البیع الفاسد) اور البحر الرائق میں علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

و فی المنتقى قال محمد: كل شیء بشرطه المشتري علی البائع یفسد به البیع فاذا شرطه علی أجنبي فهو باطل كما اذا اشتری دابة علی أن یهبه فلان الأجنبي کذا فهو باطل كما اذا شرط علی البائع أن یهبه.

اس کے حاشیہ پر علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قوله: فهو باطل أى فالشرط باطل كما فی البزازیة (البحر ۲/۱۴۱) یہاں محدود ذمہ داری کا شرکاء کے باہمی حقوق و فرائض سے تعلق نہیں یعنی یہ شرط ایک شریک دوسرے شریک پر یا (اگر مفتی عبدالواحد صاحب کے بقول اجارہ ہے تو) مستأجر اجیر پر نہیں لگا رہا بلکہ یہ تمام حصہ داروں کی

طرف سے اپنے دائنین کے لئے ایک اعلان یا ان کے ساتھ ایک شرط ہے کہ اگر کمپنی کے دیوالیہ ہونے کی صورت میں آپ کے دیون کمپنی کے اثاثوں سے زیادہ ہوئے تو آپ صرف اثاثوں کی حد تک ہی اپنے دیون وصول کر سکیں گے۔ اس اعلان کے مخاطب شرکاء نہیں بلکہ شرکاء کے دائنین ہیں لہذا یہ شرط متعاقدین ایک دوسرے پر نہیں لگا رہے بلکہ اجنبی پر لگا رہے ہیں اور ایسی شرط مذکورہ عبارات فقہیہ کی روشنی میں خود تو باطل ہو جاتی ہے لیکن اس سے عقد فاسد نہیں ہو جاتا۔

محدود ذمہ داری کے ناجائز ہونے کی صورت میں یہ اعلان اور اجنبیوں پر یہ شرط عائد کرنا ناجائز ہوگا اور شرط بھی فاسد ہوگی لیکن اس کی وجہ سے عقد کو فاسد نہیں کہا جاسکتا“ (غیر سودی بینکاری (ایک منصفانہ علمی جائزہ) ۳۴۵، ۳۴۶)

اقول! ان عبارات فقہیہ سے جو بات نکالی گئی ہے وہ یہ ہے کہ شرکاء کے درمیان محدود ذمہ داری کی شرط سے یہ عقد شرکت یا عقد مضاربہ فاسد نہ ہوگا یہاں تک تو یہ بات درست معلوم ہوتی ہے لیکن یہاں دو عقد ہیں، ایک عقد شرکت (جو شرکاء کے درمیان ہے) یا عقد مضاربہ ہے (جو شرکاء اور بینک کے درمیان ہے) اور دوسرا وہ عقد ہے جو دائنین اور بینک یا مالکان بینک یا حصہ داران کے درمیان ہے۔ اس دوسرے عقد کے عدم فساد کی وجہ کیا ہے؟ جبکہ یہاں یہ شرط فاسد صلب عقد میں ہے، اور یہ شرط فاسد کسی اجنبی پر بھی نہیں، اس لیے کہ یہ دائنین جو کہ فروخت کنندگان ہیں، کے لئے ہے اور وہ بھی اس عقد میں ایک فریق کی حیثیت رکھتے ہیں۔

عبارات فقہیہ مذکورہ سے تو اس عقد کا عدم فساد معلوم نہیں ہوتا لہذا محدود ذمہ داری کی شرط کی وجہ سے یہ دوسرا عقد یعنی عقد بیع فاسد ہوگا، اور جب یہ عقد فاسد ہو تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ بینک کی پوری کمائی عقود فاسدہ کی مرہون منت ہے اور عقود فاسدہ بتصریح فقہاء کرام

رحمہم اللہ تعالیٰ بحکم سود ہیں اور بینک کے مالکان اپنے شرکاء کو جو نفع دیتے ہیں ان عقود فاسدہ سے حاصل کر کے دیتے ہیں۔ گویا کہ بینک محدود ذمہ داری کے تصور کی بنیاد پر خود بھی عقود فاسدہ کی حرام آمدنی کھا کر سود کے گناہ میں ملوث اور ان کے تمام شرکاء بھی بحکم سود و عقود فاسدہ کے منافع کھا کر سود کے گناہ میں ملوث ہیں۔

حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ جو بیع عقد فاسد کے سبب ملک میں آئی ہو اس کے منافع ارباح فاسدہ اور حرام ہیں۔

قال الامام المرغینانی رحمہ اللہ تعالیٰ: قال: ((ومن اشترى جارية ببيع فاسد او تقاضا بضعها، فباعها وربح فيها تصدق بالربح، ويطيب للبائع ما ربح في الثمن)) والفرق أن الجارية مما يتعين فيتعلم العقد بها، فيتمكن الخبث في الربح، والدراهم والدنانير لا تتعينان في العقود، فلم يتعلق العقد الثاني بعينها، فلم يتمكن الخبث فلا يجب التصديق، وهذا في الخبث الذي سببه فساد الملك الخ. (الهداية ۳ / ۶۷، ۶۸)

اس عبارت کے پیش نظر بینک جو سامان گاڑیاں وغیرہ عقود فاسدہ کے ذریعے سے حاصل کر کے آگے نفع پر بیچتا ہے، یہ سارے منافع حرام اور واجب التصدق ہیں، بینک کے مالکوں اور ان کے دوسرے شرکاء کے لئے ان کا استعمال حرام ہے، لہذا ایسے بینکوں میں شرکت اور مضاربہ کی بنیاد پر پیسے لگانا کیونکر جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفتخار بیت نامہ

وہمنا جہیں

۱۔ شرعی اعتبار سے عقد مضاربہ دو ایک ایسا عقد ہے جس میں ایک فریق سرمایہ فراہم کرتا ہے جسے رب المال کہا جاتا ہے جبکہ دوسرا فریق کاروباری ذمہ داری قبول کرتا ہے اسے مضارب کہا جاتا ہے۔

۲۔ اس عقد میں رب المال کو فریق اول کہیں مضارب کو فریق ثانی کہا جاتا ہے۔

۳۔ فریق ثانی اس عقد میں باقی ذاتی اور شخصی حیثیت سے (Personal Capacity) میں داخل ہو رہا ہے، نہ کہ کسی تنظیم یا ادارے کے ذریعہ سرمایہ کی حیثیت سے داخل نہیں ہو رہا بلکہ مضارب ہونے کی تمام ذمہ داریاں اس پر شخصی حیثیت سے عائد ہوتی ہیں۔

۴۔ مضارب ہونے کے احکام میں سے ایک حکم یہ ہے کہ اگر مضارب کی کوئی یا تعدادی کے اندر سرمایہ کی ضرورت پیش آئے ہو جائے گا تو وہ اس کو اپنے نقصان اور نقصان مضارب اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا البتہ اگر اس کی کوئی یا تعدادی سے مندرجہ بالا صورتیں پیش آئیں تو مضارب خاص اس وقت اس حکم کو بطور خاص ذمہ داریوں سے

۵۔ فریق اول اپنے نام اس ادا کیے کرتے وقت شک و شبہ نہ ہو (Declaration) میں خود گواہی دے گا۔

عقد مضاربہ (شرائط و تفصیلات)

۱۔ فریق اول کسی..... والہ..... فریق ثانی..... نے فریق ثانی..... کو مبلغ..... روپے..... کا سرمایہ..... فراہم کیا ہے۔

۲۔ یہ کہہ کر فریق اول فریق ثانی کو سرمایہ فراہم کرنے کی رضامندی کی ہے لہذا یہ عقد مضاربہ بن گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ سوال کا فریق ثانی کے ساتھ عقد مضاربہ بن گیا ہے جو اپنے عقد مضاربہ بن گیا ہے۔ البتہ ان کا معاملہ چلتا رہے گا۔

۲۔ فریق اول فریق ثانی کو یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ اس رقم سے خواہ خود کاروبار کرے یا خود کاروبار کرنے کے بجائے کسی اور کاروبار میں شرکت یا مضاربہ بننے کی بنیاد پر شامل ہو۔

۳۔ فریق اول فریق ثانی کو یہ رقم مضاربہ (Non Restricted Mudharaba) کی بنیاد پر دے رہا ہے، یعنی اس نے فریق ثانی کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ یہ رقم کسی بھی کاروبار میں لگا سکتا ہے۔ فریق ثانی کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ یہ رقم کسی بھی کاروبار میں لگا سکتا ہے۔

۴۔ فریق اول کے سرمایہ سے فریق ثانی کو جو منافع حاصل ہوگا، اس میں سے..... فیصد منافع فریق اول کو دے گا۔ البتہ نقصان کی صورت میں اس مالی نقصان فریق اول کا ہوگا جبکہ فریق ثانی کی ہمت ضائع ہو جائے گی۔

۵۔ فریق ثانی فریق اول کو ہر ماہ حاصل ہونے والے منافع کی طے شدہ نسبت سے منافع ادا کرے گا البتہ مضاربہ بننے سے پہلے یہ نقصان و باوقاس صورت میں حقیقی نقصان کی تلافی دے گئے منافع سے کی جائے گی، کیونکہ حقیقی منافع نقصان کا حساب عقد مضاربہ کے اختتام پر ہوگا۔

۶۔ فریق اول نے اپنا سرمایہ پاکستانی روپے کی شکل میں دیا ہے اور دونوں فریقوں کے درمیان منافع نقصان کا حتمی معاملہ بھی اسی کرنسی میں ہوگا۔

۷۔ اصول مضاربہ کے مطابق مضاربہ کے کاروبار پر ہونے والے براہ راست اخراجات (Direct Expenses) مال مضاربہ سے وصول کئے جائیں گے البتہ بالواسطہ اخراجات (Indirect Expenses) مضاربہ اپنے حصے میں سے برداشت کرے گا۔

۸۔ فریق اول مذکور اور دیگر باب اموال جنہوں نے فریق ثانی کو اپنا سرمایہ مضاربہ بننے کی بنیاد پر دیا، ان کے درمیان شرکت عقد (صورت شرکت مثلاً) کا معاملہ وجود میں آگیا۔ آجائیکہ ماہذ ان شرکاء کے درمیان شرکت مثلاً والے احکام کی پابندی کی جائے گی، البتہ مضاربہ پر لازم نہیں کہ وہ تمام شرکاء کے درمیان منافع کا تناسب ایک ہی ہو سکے بلکہ وہ مختلف شرکاء کا مختلف تناسب مقرر کر سکتا ہے۔

۹۔ اس عقد کی متن نمبر ۳۲ میں ذکر کردہ تفصیل کے تحت یہ عقد مضاربہ بن گیا ہے۔ ہونے کی صورت میں فریق اول اپنے اثاثوں کا تفریق درج ذیل طریقوں سے ہو سکے گا۔

الف۔ فریق اول اپنے مناسب اثاثے باہمی رضامندی سے فریق ثانی کو بیچ دے۔

ب۔ فریق اول اپنے مناسب اثاثے باہمی رضامندی سے دوسرے شرکاء (فریق اول کے دیگر ارباب الاموال) میں سے کسی کو بیچ دے۔

ج۔ فریق اول اپنے مناسب اثاثے باہمی رضامندی سے کسی تیسرے فریق کو بیچ دے۔ اس صورت میں وہ شخص فریق

اولیٰ کی جانب المال کی حیثیت میں آجائے گا اور اس کے ساتھ معاملے کی وہی شرائط و تفصیلات ہوں گی جو اس وقت فریق اول مذکور کے ساتھ ہیں۔

۱۲۔ اگر فریق اول فریق ثانی کو اپنے اثاثے فروخت کرنا چاہے تو فریق ثانی یہ اثاثے..... ماہ کے اواخر پر خریدے گا۔ یعنی ان اثاثوں کی قیمت کی ادائیگی..... ماہ بعد واجب ہوگی۔

۱۳۔ فریق اول کے اثاثوں کی خریداری اس وقت کی بازاری قیمت / دونوں فریقوں کے درمیان باہمی رضامندی سے ہونے والی قیمت پر ہوگی۔

۱۴۔ فریقین میں سے کسی کا انتقال ہونے کی صورت میں یہی یہ عقد مضاربیت ختم ہو جائے گا، لہذا دونوں فریق اپنی جانب سے ایک ایک شخص مقرر کرتے ہیں، جن کے نام مضاربیت نامہ کے آخر میں درج ہیں، اور انکی ذمہ داریوں کا تذکرہ شق نمبر ۱۵، ۱۶ میں آ رہا ہے۔

۱۵۔ فریق اول کا نامزد کنندہ (Nominee) شق نمبر ۱۲ کے مطابق ذکر کردہ صورتوں کے تحت فریق اول کے اثاثوں کا تفسیر کرنے کا مجاز ہوگا، تاہم اگر فریق اول کے درکاروں میں سے ایک یا چند افراد خود یا ان کے سرپرست فریق ثانی کے ساتھ مضاربیت پر مال لگائے جائیں تو اسے مضاربیت نامہ کے ذریعہ لکھیں گے۔

۱۶۔ فریق ثانی کی موت کی صورت میں اس کا نامزد کنندہ (Nominee) اس کے قائم مقام کی حیثیت سے فریق اول کے ساتھ تمام معاملات باہمی رضامندی سے..... شائع ہوگا۔

عقد مضاربیت کا تحریر کردہ یہی ہے تاکہ مضاربیت جاری رہے، ضرور منسلک ہے۔

فریق اول (مضارب) نام.....
 فریق ثانی (مضارب) نام.....
 فریق اول کا نامزد کنندہ نام.....
 فریق ثانی کا نامزد کنندہ نام.....
 فریق اول (مضارب) نام.....
 فریق ثانی (مضارب) نام.....
 فریق اول کا نامزد کنندہ نام.....
 فریق ثانی کا نامزد کنندہ نام.....

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 وضاحت نامہ
 (Declaration)

میں نے..... والد..... شائق کاؤ نمبر.....
 اس بات کی وضاحت کرتا ہوں کہ میں نے جو سرمایہ مضاربیت کے طور پر دیا ہے وہ
 کسی غیر شرعی دھرم یا قرضے سے حاصل نہیں کیا، جو جس کیلئے لکھا ہوا ہے اس کے ذریعے میں اپنے مضارب کے مال کو لے کر ہوں
 کر رہا ہوں۔ اس سے میں کسی غیر حلالی منافع کے لئے استعمال نہیں کر رہا ہوں۔

میں تصدیق کرتا ہوں کہ اولیٰ کو مذکور بالا بیان درست اور واقعہ کے مطابق ہے، اس کے خلاف اس کی موت میں تمام
 قانونی مسائل کی ذمہ داری مجھ پر ہوگی، مضارب اس خط میں کسی طرح جواب دہ نہیں ہوگا۔

دفعہ اول (مضارب) نام.....
 دفعہ ثانی (مضارب) نام.....
 دفعہ اول کا نامزد کنندہ نام.....
 دفعہ ثانی کا نامزد کنندہ نام.....

استغفار

کیا فرماتے ہیں علماء دین؟

ایک چلتے ہوئے کاروبار کیلئے

اسی مسئلہ کا بارے میں کہ منہو آصف جاوید

کی بنیاد پر مختلف لوگوں سے سہ ماہی کرنا ہے، اور ان پیسوں کی مدد کاروبار

میں لگاتا ہے، اور ماہانہ فوٹو بنی الحساب اپنے رب الاموال کو طے شدہ نسبت

کا مطابق تقسیم کرتا ہے، اور اسی کام کیلئے منظم مضارب نام استعمال کرتا

ہے۔

ذکر کردہ تفصیل کی روشنی میں درج ذیل طلب امر یہ صلیک منظم معاہدہ

نام مقرر ہے۔ اور اسے انہیں اور دیگر مقررہ شخص منظم معاہدہ نام

کی بنیاد پر لگاتا ہے۔

منہو آصف جاوید

راولپنڈی

03009549563



بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العالمین

استغفار کے ساتھ منظم مضارب نامہ پر غور کیا گیا، فقہی اعتبار سے یہ درست ہے۔ اس مضارب نامہ کی

بنیاد پر مضارب جو رقم حاصل کرے وہ اس سے جائز اور قانونی کاروبار کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(سید حسین احمد)

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۷ نومبر ۱۴۳۲ھ

۳۰ دسمبر ۲۰۱۱ء

الحمد لله رب العالمین
بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

